عید غدیر

کی حقیقت

حدیث کی روشنی میں

آماخذ کتابوں کے صفحات کے عکس کے ساتھ دلائل

مصنف: محمد عرفان قادری برکاتی

اسکالر آف حدیث اسٹڈیز

کی حقیقت

حدیث کی روشنی میں

ماخذ کتابوں کے صفحات کے عکس کے ساتھ دلائل

مصنف: محمد عرفان قادری برکاتی

اسکالر آف حدیث اسٹڈیز

مقدمہ

روافض کے بڑھتے ہوئے فتنوں میں سے ایک فتنہ جس نے بھولی بھالی عوام کے ذہنوں کو خراب کرر کھا ہے وہ عید غدیر منانے کا فتنہ ہے۔ ان رافضیوں کا شروع سے ہی یہ طریقہ رہا ہے کہ یہ اپنے اصل مقصد کو چھپا کر کوئی دوسری وجہ بیان کر کے سنیوں میں اپنی رسومات کو داخل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری سنی عوام بھی اتنی سادہ مزاج ہے کہ ان کی چالوں کو سمجھ نہیں پاتی۔ جیسے رجب کے کونڈے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی یاد میں 15 رجب کو ہونے چاہیے لیکن کیوں کہ شیعہ رافضی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خوشی مناتے ہیں اور ان کا وصال 22 رجب کو ہوا تو رافضیوں نے 22 رجب کو ہی کونڈے مشہور کر دیے اور بہت سارے سنی اسی تاریخ کو کونڈے منانے لگے۔ اسی طرح 18 ذوالحجہ کو حضرت عثمان غنی کی شہادت ہوئی تو شیعہ اس کی بھی خوشی مناتے ہیں اور اس دن کو عید غدیر کے نام سے بدل دیا تا کہ لوگوں کو دھوکا دیں اور اس عید کی وجہ مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم

کی ولایت سے منسوب کر دیں۔ مگر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے اہلسنت میں ایسے جید عالم اور محدث پیدا کیے کہ جنھوں نے حق کو باطل سے جدا کر دیا اور ہمیں بتا دیا کہ یہ عید کب اور کس نے اور کیوں شروع کی تھی۔ اس کتاب میں ان شاء اللہ سارے دلائل آپ کو ملیں گے اور دلائل کی اصل تک پہنچنے کے لیے اس کے آخر میں ماٰخذ کتابوں کے صفحات کا عکس بھی لگا دیا گیا ہے تا کہ کسی کو یہ بھی شک نہ رہ جائے کہ دلیل واقعی کتاب میں موجود ہے بھی یا نہیں۔

اس طرح کے اعتراضات کے جوابات عموماً میں ویڈیوز کے ذریعے دیتا رہتا ہوں جنہیں میرے یوٹیوب چینل پر آپ دیکھ سکتے ہیں۔

https://www.youtube.com/@POWEROFASHIQERASOOL/videos

اسکالر آف حدیث اسٹڈیز: **محمد عرفان قادری برکاتی**

البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علیگڑھ یوپی

Email: irfanbarkaati4yt@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عید غدیر کیا ہے؟ یہ عید کیوں منائی جاتی ہے؟ اس کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟ سوشل میڈیا پر لوگ اس عید کی مبارکباد دیتے نظر آئے تو ہم نے سوچا عوام کو اس کے بارے میں آگاہ کیا جائے۔

غدیر خم مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے اور یہ اس وقت بمنزلہ ایک چوراہے کے تھا یہاں سے مکہ سے آنے والے حجاج کے راستے الگ الگ ہوتے تھے مکہ اور یمن جانے والوں کا راستہ جنوب میں جاتا تھا عراق اور ہندوستان وغیرہ کو جانے والوں کا راستہ مشرق کو جاتا تھا اور مغربی ممالک اور مصر وغیرہا کا راستہ مغرب کی سمت تو مدینۃ شمال کی جانب تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سن 10 ہجری کو مکہ سے واپس ہوئے اور اس مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا کیوں کہ اس کے بعد آپ کے ساتھ حج پر جانے والے صحابہ

الگ الگ ہونے والے تھے۔

اس خطبے میں ہی دوسری کئی باتوں کے ساتھ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق فرمایا:

اسے امام احمد اپنی کتاب **مسند احمد حدیث نمبر 950** پر لکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ"

ترجمہ: جس کا میں مولی ہوں اس کے علی مولی ہیں۔ اے اللہ اس سے دوستی رکھ جو ان سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو ان سے دشمنی رکھے۔(1)

اس روایت کا سہارا لے کر شیعوں نے حضرت علی کو مولی کے لفظ کے ساتھ پہلا خلیفہ بنا دیا یعنی ان لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق کو پہلا

خلیفہ، حضرت عمر فاروق کو دوسرا، حضرت عثمان کو تیسرا خلیفہ ماننے سے انکار کر دیا اور حضرت علی کو سب سے پہلا خلیفہ مانا۔ بلکہ صرف خلیفہ ہی نہیں اس روایت کے سہارے وہ حضرت علی کو سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی کا بھی مولی اور ان سے افضل کہنے لگے۔ اس واقعے کو ہی غدیر خم کا واقعہ کہا جاتا ہے۔ اس دن کو شیعہ رافضیوں نے عید منانا شروع کر دیا۔ اور اسے ہی عید غدیر کے نام سے مشہور کر دیا۔ مگر یہ بات دھیرے دھیرے سنیوں میں بھی داخل ہوتی جا رہی ہے افسوس کہ ہمارے لوگ بھی اس دن عید غدیر منانے لگے ہیں۔

سب سے پہلے ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ لفظ مولیٰ کے معنی کیا ہیں۔ مولیٰ عربی کا ایک لفظ ہے جسکے کئی معنی لغت میں موجود ہیں۔ ان میں سے غلام، آقا، دوست، مدد گار، سردار ہیں۔ اور اس روایت میں یا کسی بھی روایت میں کسی لفظ کے ایسا کوئی معنی نہیں لیے جاتے جس سے فساد لازم آئے۔ اسلیے ایسے معنی لیے جائیں گے جو ہر طرح سے درست

ہو۔ اور وہ معنی ہے دوست کے۔ یعنی نبی پاک ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جس کا میں دوست ہوں اس کے علی دوست ہیں۔ اس معنی کے سوا اگر لفظ مولیٰ کا کوئی دوسرا معنی لیا جائے تو فساد لازم آئے گا۔ کیوں کہ نبی پاک ﷺ تمام فرشتوں کے، رسولوں کے، نبیوں کے اور خلفاء راشدین کے بھی آقا اور مولیٰ ہیں، ان سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔ اور حضرت علی کے لیے ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ کیوں کہ وہ نہ تو فرشتوں اور نبیوں و رسولوں کے آقا ہو سکتے ہیں اور نہ ہی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی سے افضل ہیں۔ اسلیے اس حدیث میں مولیٰ کے جو معنی لیے جاسکتے ہیں وہ دوست کے ہیں۔ پھر اس روایت کا پس منظر بھی دیکھا جائے کہ آخر یہ بات کب اور کس وجہ سے فرمائی گئی۔

امام احمد بن حنبل اپنی کتاب مسند امام احمد میں حدیث نمبر 22945 پر حدیث لکھتے ہیں:

عَنْ بُرَيْدَةَ ، قَالَ : غَزَوْتُ مَعَ عَلِيٍّ الْيَمَنَ، فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ عَلِيًّا فَتَنَقَّصْتُهُ، فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ، فَقَالَ : " يَا بُرَيْدَةُ، أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ؟ " قُلْتُ : بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ : " مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ "

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کا غزوہ کیا تو میں نے ان کے اندر کچھ سختی دیکھی تو جب میں مدینہ آیا تو میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان کم کر کے بیان کی تو میں آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو بدلتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بریدہ کیا میں تمام مومنین کے نزدیک ان کی جانوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟ تو بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں دوست ہوں اس کے علی رضی اللہ عنہ بھی دوست ہیں۔(2)

تو جب روایات میں اس کی وجہ موجود ہے اور اہل تشیع کے مطابق ان روایات کی اسناد متواتر ہیں تو ہم اپنے من سے بنائی ہوئی باتوں کو کیسے مان لیں؟ اسی طرح اس روایت کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی نے شرح **ابن ماجہ باب اتباع السنۃ صفحہ 111** پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے

"وَقَالَ الشَّافِعِي: عَنى بذلك وَلَاء الْإِسْلَام، كَقَوْلِه تَعَالَى: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى

لَهُمْ﴾، [محمد:١١] وَقيل: سَبَب ذَلِك أن أُسَامَة قَالَ لعَلي رَضِي الله عنه: لستَ مولَايَ، إنما مولَايَ رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك".

یعنی نبی کریم ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں اسلامی بھائی چارہ مراد لیا ہے جیسا کہ سورہ محمد آیت گیارہ میں " یہ اس وجہ سے کہ اللہ مومنین کا دوست ہے اور کافروں کا کوئی دوست نہیں " اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا سبب ورود یہ بھی ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ میرے دوست نہیں میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔(3)

یعنی سارے قرائن سے یہی بات پتہ چلتی ہے کہ یہاں آپ کو مولیٰ سے مرود لوگوں کا دوست کہا گیا ہے۔ اب رہا سوال کہ اس معنی کو لے کر بھی کیا اس دن کو عید منائی جائے کہ اس دن حضرت علی کی دوستی کا اعلان ہوا ہے؟

تو جواب یہ ہے کہ تاریخ میں ایسے بہت سارے واقعات ہیں جن میں دوسرے کئی صحابہ کو نبی کریم ﷺ نے ایسے خوشی والے القابات سے نوازا ہے اور دوسری بشارتیں عطا فرمائی ہیں۔ جن میں سے کچھ مثالیں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ پہلی مثال:

امام بخاری اپنی کتاب صحیح البخاری حدیث نمبر 6204 پر حدیث لکھتے ہیں:

حدثنا خالد بن مخلد حدثنا سليمان قال حدثني أبو حازم عن سهل بن سعد قال إن كانت أحب أسماء علي رضي الله عنه إليه لأبو تراب وإن كان ليفرح أن يدعى بها

وما سماه أبو تراب إلا النبي صلى الله عليه وسلم غاضب يوما فاطمة فخرج فاضطجع إلى الجدار إلى المسجد فجاءه النبي صلى الله عليه وسلم يتبعه فقال هو ذا مضطجع في الجدار فجاءه النبي صلى الله عليه وسلم وامتلأ ظهره ترابا فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يمسح التراب عن ظهره ويقول اجلس يا أبا تراب

ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ناموں میں "ابو التراب" کا لفظ بہت پسند تھا اور اس نام سے پکارے جانے سے بہت خوش ہوتے تھے اور یہ نام نبی ﷺ کا ہی رکھا ہوا تھا، ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو کر باہر چلے گئے اور مسجد کی دیوار سے لگ کر لیٹ گئے، نبی ﷺ انہیں تلاش کرتے ہوئے تشریف لائے کسی نے بتایا کہ وہ دیوار سے لگ کر

لیٹے ہوئے ہیں۔ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، اس وقت ان کی پیٹھ میں مٹی لگ گئی تھی، نبی ﷺ ان کی پیٹھ سے مٹی صاف کرتے جاتے اور فرماتے: ''اے ابو تراب'' اٹھ کر بیٹھیں! (4)

بلکل واضح روایت ہے کہ حضرت علی کو یہ کنیت کتنی پسند تھی جو نبی کریم ﷺ نے عطا فرمائی اور آپ اپنے لیے یہ پسند کرتے تھے کہ آپ کو آپ کے نام سے نہیں پھر اسی کنیت سے پکارا جائے۔ مگر تاریخ میں کبھی اس دن کو عید نہیں منائی گئی۔ دوسری مثال:

امام حاکم اپنی کتاب المستدرک علی الصحیحین حدیث نمبر 4898 پر حدیث لکھتے ہیں:

أخبرني إسماعيل بن الفضل ، ثنا جدي ، ثنا إبراهيم بن المنذر الحزامي ، ثنا حاتم بن إسماعيل ، عن يحيى بن عبد الرحمن بن أبي لبيبة ، عن جده ، أن رسول الله صلى

الله عليه وآله وسلم قال : " والذي نفسي بيده ، إنه لمكتوب عنده في السماء السابعة حمزة بن عبد المطلب أسد الله وأسد رسوله صلى الله عليه وآله وسلم

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے تعلق سے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بیشک حمزہ بن عبد المطلب ساتویں آسمان پر اللہ کے شیر اور رسول ﷺ کے شیر لکھے گئے ہیں۔(5)

اس روایت میں نبی کریم ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ کو اللہ کا شیر اور رسول اللہ ﷺ کا شیر کہا ہے۔ مگر اس دن کو بھی کسی نے عید نہیں منائی۔ تیسری مثال

امام بخاری اپنی کتاب صحیح البخاری حدیث نمبر 6184 پر حدیث لکھتے ہیں:

حضرت سعد بن ابی وقاص کے لیے نبی کریم ﷺ نے زبردست الفاظ فرمائے۔

حدثنا مسدد، حدثنا يحيى، عن سفيان، حدثني سعد بن إبراهيم، عن عبد الله بن شداد، عن علي رضي الله عنه، قال:" ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يفدي احدا غير سعد سمعته يقول: ارم فداك ابي وامي اظنه يوم احد

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے لیے اپنے آپ کو قربان کرنے کا لفظ کہتے نہیں سنا، سوا سعد بن ابی وقاص کے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے۔ تیر مار، اے سعد! میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، میرا خیال ہے کہ یہ غزوہ احد کے موقع پر فرمایا۔(6)

سبحان اللہ! یہ ایسے زبردست الفاظ ہیں کہ خود حضرت علی فرمارہے ہیں کہ میں نے ایسا کسی کے لیے کہتے آپ ﷺ کو نہیں سنا۔ چوتھی مثال ملاحظہ ہو۔

امام ترمذی اپنی کتاب سنن ترمذی میں حدیث نمبر 3747 پر حدیث لکھتے ہیں:

حدثنا قتيبة، حدثنا عبد العزيز بن محمد، عن عبد الرحمن بن حميد، عن ابيه، عن عبد الرحمن بن عوف، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ابو بكر في الجنة، وعمر في الجنة، وعثمان في الجنة، وعلي في الجنة، وطلحة في الجنة، والزبير في الجنة، وعبد الرحمن بن عوف في الجنة، وسعد في الجنة، وسعيد في الجنة، وابو عبيدة بن الجراح في الجنة"

ترجمہ: عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبد الرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، سعید (سعید بن زید) جنتی ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔(7)

سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی مجلس میں دس صحابہ کو جنت کی بشارت دے دی۔ اور یقنی بات ہے کہ دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کی بشارت ملنا لوگوں کے زریعے مولا کہے جانے سے زیادہ خوشی کی بات ہے۔ مگر اس دن بھی کسی نے عید نہیں منائی۔

زرا غور کریں کہ یہ سارے الفاظ یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کو اللہ کا اور اپنا شیر کہا اور حضرت سعد رضی اللہ سے آپ ﷺ کا یہ کہنا کہ "اےئ سعد تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں" یہ الفاظ مولیٰ

(دوست) کہنے سے زیادہ فضیلت والے ہیں اور آپ کا ایک ہی مجلس میں دس صحابہ کو جنت کی بشارت دینا بھی مولی کہے جانے سے زیادہ خوشی کی بات ہے۔ لیکن ان میں سے کسی دن کبھی کسی نے عید نہیں منائی۔ پھر آخر صرف حضرت علی کو مولی (دوست) کہے جانے کے دن عید کیوں منائی جانے لگی؟ کیوں کہ یہ شیعوں کا کام تھا اور انہوں نے لفظ مولیٰ کو لیکر حضرت علی کو تمام فرشتوں، نبیوں اور رسولوں کا بھی سردار اور آقا مان لیا اور اسی لفظ کے ساتھ وہ حضرت علی کو پہلا خلیفہ بلا فصل بھی مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ تاریخ میں اسی دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی دن ہے اور شیعہ حضرات ذو النورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خوشی بھی مناتے ہیں۔

عید غدیر کی شروعات جس نے سب سے پہلے کی اس کا نام احمد ابن بویہ تھا۔ یہ تاریخ میں معز الدولۃ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ 352 ہجری میں

بغداد میں حاکم تھا اسی وق اس نے شیعوں کی رسومات کو فروغ دیا اور اس دن کو بطور عید منانے کی شروعات کی۔

لیکن اصل میں اس دن کو منانے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ مولیٰ علی کی محبت میں عید منا رہے تھے، بلکہ اس تاریخ کو ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا اور ان کی شہادت کی خوشی میں رافضیوں نے یہ عید شروع کی۔

اما محمد بن یحیی اندلسی اپنی کتاب التمہید والبیان میں صفحہ نمبر 186 پر لکھتے ہیں:

وقد اتخذت الرافضة اليوم الذي قتل فيه عثمان رضى الله عنه عيدًا وقالوا: هو يوم عيد الغدير

ترجمہ: اور روافض نے اس دن کو عید منائی جس دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اور اس دن کو عید غدیر کہا۔(8)

ایک اور جگہ امام ذہبی اپنی کتاب العبر فی خبر من غبر صفحہ 90 پر لکھتے ہیں:

وفیها یوم ثامن عشر ذي الحجة، عملت الرّافضة عید الغدیر، غدیر خمّ، ودقت الکوسات وصلّوا بالصحراء صلاة العید

ترجمہ: اور اٹھارہ ذوالحجہ کو روافض نے عید غدیر منائی، ڈھول بجائے اور صحراء میں عید کی نماز پڑھی۔(9)

یعنی یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ یہ عید شیعوں نے شروع کی ہے اور ان کے کرنے کرنے کا مقصد بھی واضح ہو گیا۔

اہلسنت کا عقیدہ: اہلسنت یعنی سنیوں میں عید غدیر نام کی کوئی عید نہیں ہے اور نہ ہی اس دن کو عید منانے کی کوئی وجہ ہے۔ خاص طور پر جس دن ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا ہو۔ ہم مولیٰ علی کی ولایت پر یقین رکھتے ہیں آپ کو مولی مانتے ہیں بلکہ سارے صحابہ

ہمارے مولی ہیں۔ لیکن اس دن کو خاص کر کے عید منانا یہ اہل سنت کا
نہیں شیوں کا کام ہے۔ لحاظہ شیعوں کی دھوکے بازی سے خود کو بچائیں۔
اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسکالر آف حدیث اسٹڈیز: **محمد عرفان قادری برکاتی**

البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ

الموسوعة الحديثية
مسند
الإمام أحمد بن حنبل
(١٦٤ - ٢٤١ هـ)
مؤسسة الرسالة
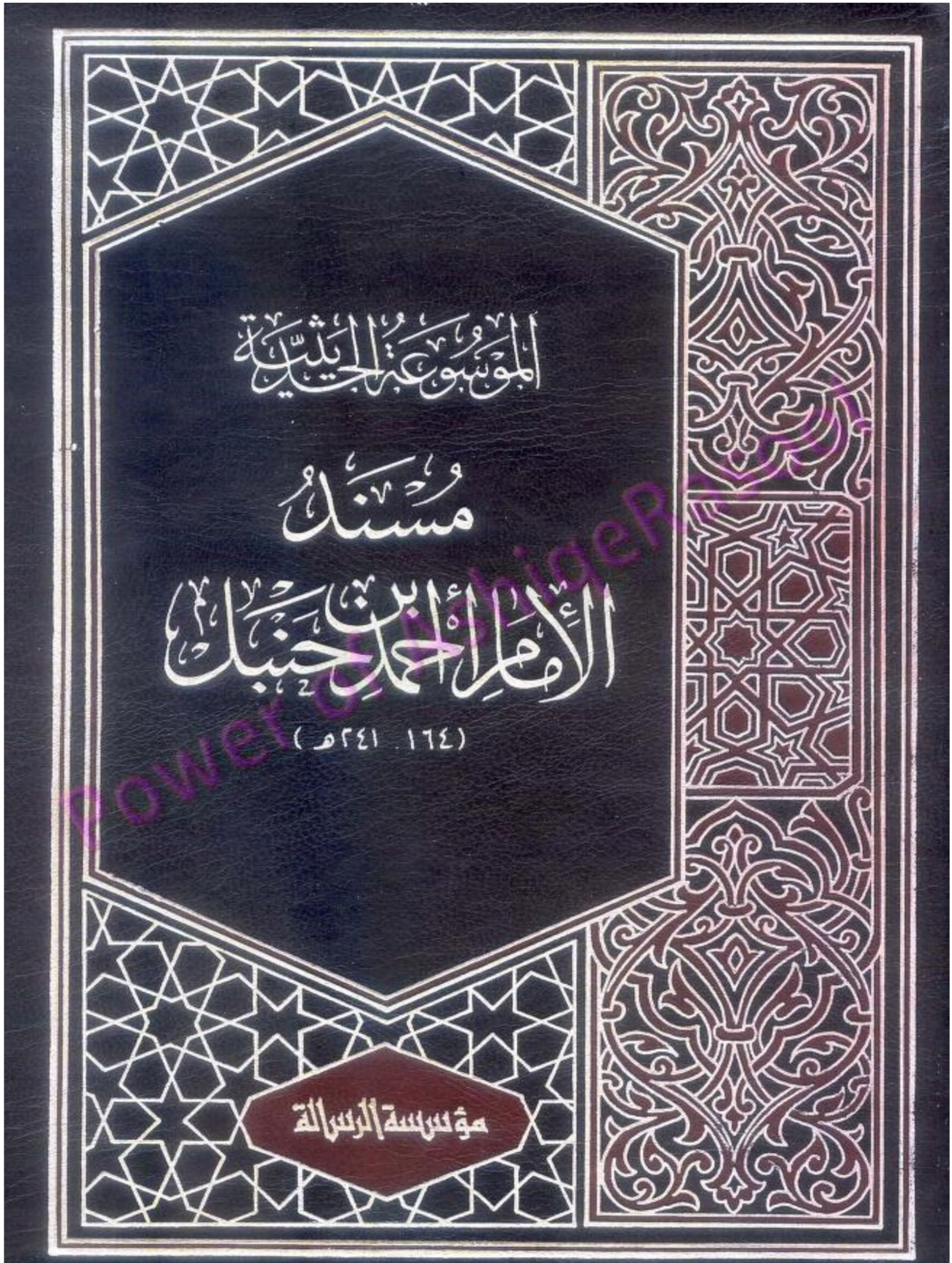
برجل من أصحاب النبي ﷺ أسألُه عن المسح على الخُفَّين. فقالت: ائت علياً فسَلْهُ، فإنه كان يَلْزَمُ النبي ﷺ. قال: فأتيتُ علياً فسألته، فقال: أمَرَنا رسول الله ﷺ بالمَسْحِ عَلى خِفَافِنا إذا سافَرْنا[1].

● ٩٥٠ - حدثنا عبد الله، حدثنا علي بن حَكِيم الأودي، أخبرنا شَريك، عن أبي إسحاق، عن سعيد بن وهب وعن زيد بن يُثَيْع، قالا:

نَشَدَ عليٌّ الناسَ في الرَّحْبَة: مَنْ سمع رسول الله ﷺ يقول يوم غَدير خُمّ إلا قام. قال: فقام من قِبَل سعيد ستةٌ، ومن قِبَل زَيد ستةٌ، فشَهِدُوا أنهم سمعوا رسول الله ﷺ يقول لعلي يوم غَدير خُمّ: «أليسَ الله أَوْلَى بالمُؤمنينَ؟» قالوا: بلى. قال: «اللهمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلاهُ فعليٌّ مَوْلاهُ، اللهمَّ والِ مَن وَالاهُ، وعادِ مَن عاداهُ»[2].

(١) صحيح لغيره، شريك - وإن كان سيء الحِفظ - قد توبع، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين. وقد تقدم برقم (٧٤٨).

قوله: «أمرنا رسولُ الله»، قال السندي: أي: رَخَّص لنا، وأذن لنا وأباح.

(٢) صحيح لِغيره، شريك - وهو ابن عبد الله، وإن كان سيىء الحفظ - قد توبع، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح غير زيد بن يثيع متابع سعيد بن وهب، فمن رجال الترمذي، ووثقه ابن حبان والعجلي.

وأخرجه البزار (٢٥٤١ - كشف الأستار) عن إبراهيم بن هانىء، عن علي بن حكيم، بهذا الإسناد.

وأخرجه ابنُ أبي عاصم (١٣٧٤) عن محمد بن خالد، والنسائي في «خصائص علي» (٨٨) من طريق عمران بن أبان، كلاهما عن شريك، عن أبي إسحاق، عن زيد بن يثيع وحده، به. ولم يذكر محمد بن خالد في حديثه «اللهم وال من والاه...»، وهو في حديث عمران بن أبان وهو ضعيف.

وأخرجه ابن أبي عاصم (١٣٧٠) من طريق فطر بن خليفة، والنسائي (٨٦) من طريق شعبة، و(٨٧) من طريق إسرائيل، ثلاثتهم عن أبي إسحاق، به. حديث فطر عن=

٢٦٢

٢٢٩٤٥ـ حدثنا الفضلُ بن دُكَينٍ، حدثنا ابن أَبي غَنِيَّةَ[١]، عن الحَكَم[٢]، عن سعيد بن جُبَير، عن ابن عباس

عن بُرَيدةَ، قال: غَزَوتُ مع عليٍّ اليمنَ، فرأَيتُ منه جَفْوةً، فلما قَدِمْتُ على رسول الله ﷺ ذَكَرْتُ علياً، فتَنقَّصتُه، فرأَيتُ وجهَ رسول الله ﷺ يتغيَّرُ، فقال: «يا بُرَيدةُ، أَلستُ أَوْلى بالمُؤمنِينَ من أَنفُسِهم؟» قلت: بلى يا رسول الله. قال: «من كنتُ مَوْلاه، فعليٌّ مَوْلاه»[٣].

=الأزد من اليمن أيام سَيْل العَرِم، وأقاموا بمكة، وسار الآخرون إلى المدينة والشام وعُمَان.

(١) تصحف في (م) و(ق) إلى: «ابن أبي عيينة»، وما أثبتناه من (ظ٥) و«أطراف المسند» ١/ ٦٢٨ ومصادر تخريج الحديث، وهو الصواب.

(٢) تحرف في (م) إلى: «الحسن»، والمثبت من سائر الأصول و«أطراف المسند» ١/ ٦٢٨، ومن مصادر التخريج.

(٣) إسناده صحيح على شرط الشيخين. ابن أبي غَنِيَّة: هو عبد الملك بن حُميد الخُزاعي، والحكَم: هو ابن عُتَيبَة الكِنْدي.

وهو في «فضائل الصحابة» للمصنف (٩٨٩).

وأخرجه ابن أبي شيبة ١٢/ ٨٣-٨٤، وابن أبي عاصم في «الآحاد والمثاني» (٢٣٥٧)، والنسائي في «الكبرى» (٨١٤٥)، وفي «خصائص علي» (٨٢)، والحاكم ٣/ ١١٠، وأبو نعيم الأصبهاني في «معرفة الصحابة» (١٢٣٠)، وفي «أخبار أصبهان» ٢/ ١٢٩-١٣٠، وابن عساكر في «تاريخ دمشق» ١٢/ ورقة ٢٠٩ من طريق أبي نعيم الفضل بن دُكين، بهٰذا الإسناد. واقتصر أبو نعيم في «أخبار أصبهان» على قوله: «من كنت مولاه فعلي مولاه». وسقط من إسناد مطبوع ابن أبي عاصم: الحكم. =

٣٢

مصباح الزجاجة على سنن ابن ماجه لجلال الدين عبد الرحمن بن بكر السيوطي
كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه لأبي الحسن بن عبد الهادي السندي
إنجاح الحاجة للشيخ عبد الغني المجددي الدهلوي
مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه لأحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري
ما يليق من حل اللغات وشرح المشكلات للفخر الحسن الكنكوهي.
مختصر ما تمس إليه الحاجة لمن طالع سنن ابن ماجه للنعماني
النص الكامل لسنن ابن ماجه بشروحه المذكورة مضبوطة النص ومخرجة ومحكوم عليها صحة وضعفاً

قدم له وحققه

رائد بن صبري ابن أبي علفة

بيت الأفكار الدولية

ويحتمل أنه قال: لأنه ما اطلع عليه، وفيه بعد لا يخفى.

وقال ابن رجب: رواه النسائي في خصائص علي.

وقال الذهبي في «الميزان»: هذا كأنه كذب على علي.

وفي «الزوائد»: قلت: هذا إسنادٌ صحيحٌ.

رجاله ثقاتٌ، رواه الحاكم في «المستدرك»، عن المنهال، وقال: صحيحٌ على شرط الشيخين، والجملة الأولى في «جامع الترمذي» من حديث ابن عمر مرفوعاً: «أنت أخي في الدنيا والآخرة».

وقال: حديثٌ حسنٌ غريبٌ. انتهى.

قلت: فكان من حكم بالوضع، حكم عليه، لعدم ظهور معناه لا لأجل خلل في إسناده، وقد ظهر معناه بما ذكرنا.

١٢١- [صحيح] حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ سَابِطٍ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ.

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ فَذَكَرُوا عَلِيّاً فَنَالَ مِنْهُ فَغَضِبَ سَعْدٌ وَقَالَ تَقُولُ هَذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلاَّ أَنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلاً يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. [خ: ٣٧٠٦] [م: ٢٤٠٤] [ت: ٣٧٣١]

* قوله: (من كنت مولاه فعلي مولاه) قال في «النهاية»: المولى اسم يقع على جماعة كثيرة فهو الرب المالك والسيد والمنعم والمعتق والناصر والمحب التابع والجار وابن العم والحليف والصهر والعبد والمعتق والمنعم عليه وهذا الحديث يحمل على أكثر الأسماء المذكورة وقال الشافعي: عنى بذلك ولاء الإسلام كقوله تعالى: ﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لاَ مَوْلَى لَهُمْ﴾ وقيل: سبب ذلك أن أسامة قال لعلي رضي الله عنه: لست مولاي إنما مولاي رسول الله ﷺ فقال ذلك «مصباح الزجاجة».

* قال السندي: قوله: (فنال منه) أي: نال معاوية من علي ووقع فيه وسبه، بل أمر سعداً بالسب كما قيل في مسلم والترمذي.

ومنشأ ذلك الأمور الدنيوية التي كانت بينهما، ولا حول ولا قوة إلا بالله، والله يغفر لنا ويتجاوز عن سيئاتنا، ومقتضى حسن الظن أن يحمل السب على التخطئة.

ونحوها مما يجوز بالنسبة إلى أهل الاجتهاد لا اللعن وغيره.

قوله: (لأعطين) بالنون الثقيلة من الإعطاء.

قاله يوم فتح خيبر، ثم أعطى علياً.

قيل: وهذا سبب كثرة ما روي في مناقبه رضي الله تعالى عنه كما في «الإصابة» للحافظ ابن حجر.

قال: ومناقبه كثيرةٌ حتى قال الإمام أحمد: لم ينقل لأحد من الصحابة ما نقل لعلي.

وقال غيره: وسبب ذلك تعرض بني أمية له.

فكان كل من كان عنده علم شيءٍ من مناقبه من الصحابة بثه، فكلما أرادوا إخماد شرفه حدث الصحابة بمناقبه فلا يزداد إلا انتشاراً.

وتتبع النسائي ما خص به من دون الصحابة فجمع من ذلك أشياء كثيرةً، أسانيدها أكثرها جياد. انتهى.

فَضْلُ الزُّبَيْرِ رضي الله عنه

١٢٢- [متفق عليه] حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ.

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا فَقَالَ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثَلاَثًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ. [خ: ٢٨٤٦] [م: ٢٤١٥] [ت: ٣٧٤٥]

* قوله: (وإن حواري الزبير) قال في «النهاية»: أي خاصتي وناصرتي وقال عياض: ضبطه جماعة من المحققين بفتح الياء وضبطه أكثرهم بكسرها «زجاجة».

* قال السندي: قوله: (حواري) بتشديد الياء لفظه مفردٌ بمعنى: الخالص والناصر.

والياء فيه للنسبة، وأصل معناه: البياض، فهو منصرفٌ

١١١ ـ باب من دَعا صاحبَهُ فنَقصَ من اسمهِ حَرفاً

وقال أبو حازمٍ «عن أبي هريرةَ رضي الله عنه قال لي النبيُّ ﷺ: يا أبا هِرّ»

٦٢٠١ ـ حدّثنا أبو اليمانِ أخبرَنا شعيبٌ عن الزهري قال: حدَّثني أبو سلمةَ بنُ عبدِ الرحمن «أن عائشة رضيَ الله عنها زوجَ النبي ﷺ قالت: قال رسولُ الله ﷺ: يا عائشُ هذا جبريلُ يقرِئُكِ السلامَ. قلتُ: وعليهِ السلامُ ورحمة الله. قالت: وهو يَرَى ما لا نَرَى».

[انظر الحديث: ٣٢١٧، ٣٧٦٨].

٦٢٠٢ ـ حدّثنا موسىٰ بن إسماعيلَ حدثَنا وُهَيبٌ حدَّثنا أيوبُ عن أبي قِلابةَ «عن أنسٍ رضي الله عنه قال: كانت أم سُلَيم في الثَّقَل وأنجَشةُ غلامُ النبي ﷺ يَسوقُ بهنَّ. فقال النبي ﷺ: يا أنجش، رُوَيدَكَ سَوْقَكَ بالقوارير». [انظر الحديث: ٦١٤٩، ٦١٦١].

١١٢ ـ باب الكُنْيةِ للصبيّ وقبلَ أن يولدَ للرَّجُل

٦٢٠٣ ـ حدّثنا مسدَّدٌ حدَّثَنا عبدُ الوارثِ عن أبي التيّاح «عن أنس قال: كان النبيُّ ﷺ أحسنَ الناس خُلقاً، وكان لي أخٌ يقال له: أبو عُمَير ـ قال أحسِبُهُ فطيماً ـ وكان إذا جاء قال: يا أبا عمير، ما فعلَ النُّغَير؟ نُغَرٌ كان يلعَبُ به، فرُبما حضرَ الصلاة وهو في بَيتنا، فيأمر بالبساط الذي تحتَهُ فيُكنَسُ وينضح، ثم يقوم ونقوم خَلفَه فيُصلّي بنا». [انظر الحديث: ٦١٢٩].

١١٣ ـ باب التكنّي بأبي تُراب، وإن كانت له كُنْيَة أخرىٰ

٦٢٠٤ ـ حدّثنا خالدُ بن مَخْلَد حدَّثنا سليمانُ قال: حدَّثني أبو حازم «عن سهلِ بن سعدٍ قال: إنْ كانت أحبَّ أسماء عليّ رضيَ الله عنه إليه لأبو تُراب، وإن كان ليَفرَحُ أن يُدعىٰ بها، وما سماهُ أبو ترابٍ إلا النبيُّ ﷺ: غاضَبَ يوماً فاطمةَ، فخرجَ فاضطجَع إلى الجدار في المسجد، فجاءهُ النبيُّ ﷺ يَتبَعُه فقال: هوذا مُضطجعٌ في الجدار، فجاءه النبيُّ ﷺ ـ وامتَلأ ظهرُهُ تراباً ـ فجعلَ النبيُّ ﷺ يمسَحُ الترابَ عن ظهرِه ويقول: اجْلس يا أبا تُراب».

[انظر الحديث: ٤٤١، ٣٧٠٣].

١١٤ ـ باب أبغضُ الأسماء إلى الله

٦٢٠٥ ـ حدّثنا أبو اليَمانِ أخبرَنا شُعيبٌ حدَّثَنا أبو الزِّناد عنِ الأعرج «عن أبي هريرةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: أخْنىٰ الأسماء يومَ القيامةِ عندَ الله رجلٌ تَسمَّى ملكَ الأملاك».

[الحديث ٦٢٠٥ ـ طرفه في: ٦٢٠٦].

المستدرك
على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

الجزء الأول

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٤٨٩٦/٤٩٤ – حدثنا أبو العباس علي بن حمشاد، ثنا أبو المثنى، ثنا عبد الواحد بن غياث، ثنا حماد بن سلمة، عن علي بن زيد، عن أنس بن مالك رضي الله عنه: أن رسول الله ﷺ رأى فيما يرى النائم قال: «رأيت كأني مردف كبشاً وكأن ضبة سيفي انكسرت فأولت أن أقتل كبش القوم وأولت أن ضبة سيفي رجل من عترتي فقتل حمزة وقتل رسول الله ﷺ طلحة وكان صاحب لواء المشركين».

٤٨٩٧/٤٩٥ – حدثنا أبو العباس، ثنا محمد بن إسحاق الصغاني، ثنا يعقوب بن محمد الزهري، ثنا عبد العزيز بن عمران، عن عبد الله بن جعفر المخرمي، عن أبي عون مولى المسور، عن المسور بن مخرمة، عن عبد الله بن عباس، عن أبيه قال: تزوج عبد المطلب هالة بنت أهيب بن عبد مناف بن زهرة فولدت حمزة وصفية.

٤٨٩٨/٤٩٦ – أخبرني إسماعيل بن الفضل، ثنا جدي، ثنا إبراهيم بن المنذر الحزامي، ثنا حاتم بن إسماعيل، عن يحيى بن عبد الرحمن بن أبي لبيبة، عن جده: أن رسول الله ﷺ قال: «والذي نفسي بيده إنه لمكتوب عنده في السماء السابعة حمزة بن عبد المطلب أسد الله وأسد رسوله ﷺ». / ٣/١٩٩

٤٨٩٩/٤٩٧ – حدثنا جعفر بن الحارث، ثنا جعفر بن محمد الفريابي، ثنا أحمد بن صالح، ثنا ابن وهب، أخبرني أسامة بن زيد الليثي سمعت محمد بن كعب القرظي قال: كان حمزة بن عبد المطلب يكنى أبا عمارة.

٤٩٠٠/٤٩٨ – حدثنا الحاكم أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ إملاء في المحرم سنة ثلاث وأربع مائة، أخبرني أبو الحسين محمد بن أحمد بن تميم القنطري ببغداد، ثنا عبيد بن شريك، ثنا أبو صالح الفراء، ثنا أبو إسحاق الفزاري، عن أبي حماد الحنفي، عن عبد الله بن محمد بن عقيل قال: سمعت جابر بن عبد الله رضي الله عنهما يقول: فقد رسول الله ﷺ يوم أحد حمزة حين فاء الناس من القتال قال: فقال رجل رأيته عند تلك الشجرة وهو يقول: أنا أسد الله وأسد رسوله اللهم إني ابرأ إليك مما جاء به هؤلاء لأبي سفيان واصحابه وأعتذر إليك مما صنع هؤلاء من انهزامهم فسار رسول الله ﷺ نحوه فلما

٤٨٩٦ ـ قال في التلخيص: هو طلحة بن أبي طلحة العبدري، كان حامل لواء المشركين فقتل.

٤٨٩٨ ـ قال في التلخيص: يحيى [بن عبد الرحمن بن أبي لبيبة]: واهٍ.

٤٩٠٠ ـ قال في التلخيص: صحيح.

١٠٣ ـ باب قول الرجل: فداك أبي وأمي. فيه الزُّبير عن النبي ﷺ

٦١٨٤ ـ حدّثنا مسدَّدٌ حدَّثنا يحيىٰ عن سُفيانَ حدَّثني سعدُ بن إبراهيمَ عن عبدِ الله بن شدادٍ «عن عَليٍّ رضيَ الله عنه قال: ما سمعتُ رسولَ الله ﷺ يُفَدِّي أحداً غيرَ سعدٍ ، سمعته يقول ارْمِ فداكَ أبي وأمي ، أظنُّه يومَ أُحُد». [انظر الحديث: ٢٩٠٥ ، ٤٠٥٨ ، ٤٠٥٩].

١٠٤ ـ باب قول الرجل: جَعَلني اللهُ فداك.
وقال أبو بكرٍ للنبيِّ ﷺ: فَدَيناكَ بآبائنا وأمَّهاتنا

٦١٨٥ ـ حدّثنا عليُّ بن عبدِ الله حدَّثنا بِشرُ بن المفضَّل حدَّثنا يحيىٰ بنُ أبي إسحاقَ «عن أنسِ بن مالكٍ أنه أقبلَ هو وأبو طلحةَ معَ النبيِّ ﷺ ، ومعَ النبيِّ ﷺ صفيةُ مُردِفَها على راحلَتِه. فلما كانوا ببعضِ الطريق عثرَتِ الناقة ، فصُرِعَ النبيُّ ﷺ والمرأة ، وأنَّ أبا طلحة ـ قال: أحسبُ اقتحَمَ عن بعيرِه ـ فأتىٰ رسولَ الله ﷺ فقال: يا نبيَّ الله جَعلني الله فِداك ، هل أصابكَ من شيء؟ قال: لا ، ولكن عليكَ بالمرأة ، فألقىٰ أبو طلحة ثوبَهُ على وَجهِهِ فقصَدَ قَصْدَها فألقىٰ ثوبهُ عليها ، فقامتِ المرأةُ ، فشدَّ لهما على راحلتِهما فرَكِبا فساروا ، حتىٰ إذا كانوا بظَهرِ المدينة ـ أو قال أشرَفوا على المدينة ـ قال النبيُّ ﷺ: آيبون؛ تائبون ، عابدون ، لربِّنا حامدون ، فلم يَزل يقولها حتىٰ دخلَ المدينة».

[انظر الحديث: ٣٧١ ، ٦١٠ ، ٩٤٧ ، ٢٢٢٨ ، ٢٢٣٥ ، ٢٨٨٩ ، ٢٨٩٣ ، ٢٩٤٣ ، ٢٩٤٤ ، ٢٩٤٥ ، ٢٩٩١ ، ٣٠٨٥ ، ٣٠٨٦ ، ٣٣٦٧ ، ٣٦٤٧ ، ٤٠٨٣ ، ٤٠٨٤ ، ٤١٩٧ ، ٤١٩٨ ، ٤١٩٩ ، ٤٢٠٠ ، ٤٢٠١ ، ٤٢١١ ، ٤٢١٢ ، ٤٢١٣ ، ٥٠٨٥ ، ٥١٥٩ ، ٥١٦٩ ، ٥٣٨٧ ، ٥٤٢٥ ، ٥٥٢٨ ، ٥٩٦٨].

١٠٥ ـ باب أحبّ الأسماءِ إلى الله عزّ وجل

٦١٨٦ ـ حدّثنا صَدقةُ بن الفضل أخبرَنا ابن عُيَينة حدَّثنا ابنُ المنكدِر «عن جابرٍ رضيَ اللهُ عنه قال: وُلِدَ لرجل منا غُلامٌ فسماه القاسمَ ، فقلنا: لا نكنيكَ أبا القاسم ولا كرامة. فأخبرَ النبيَّ ﷺ فقال: سمِّ ابنكَ عبدَ الرحمن». [انظر الحديث: ٣١١٤ ، ٣١١٥ ، ٣٥٣٨].

١٠٦ ـ باب قول النبيِّ ﷺ: «سموا باسمي ولا تَكنوا بكنيتي» قاله أنسٌ عنِ النبي ﷺ

٦١٨٧ ـ حدّثنا مسدَّدٌ حدّثنا خالدٌ حدَّثنا حُصَينٌ عن سالم «عن جابر رضيَ الله عنه قال: وُلِدَ لرجلٍ منا غُلامٌ فسماهُ القاسم ، فقالوا: لا نكنيهِ حتى نسأل النبيَّ ﷺ ، فقال: سموا باسمي ولا تكنوا بكنيتي». [انظر الحديث: ٣١١٤ ، ٣١١٥ ، ٣٥٣٨ ، ٦١٨٦].

صحیح البخاری حدیث نمبر 6184

(٢٥) باب
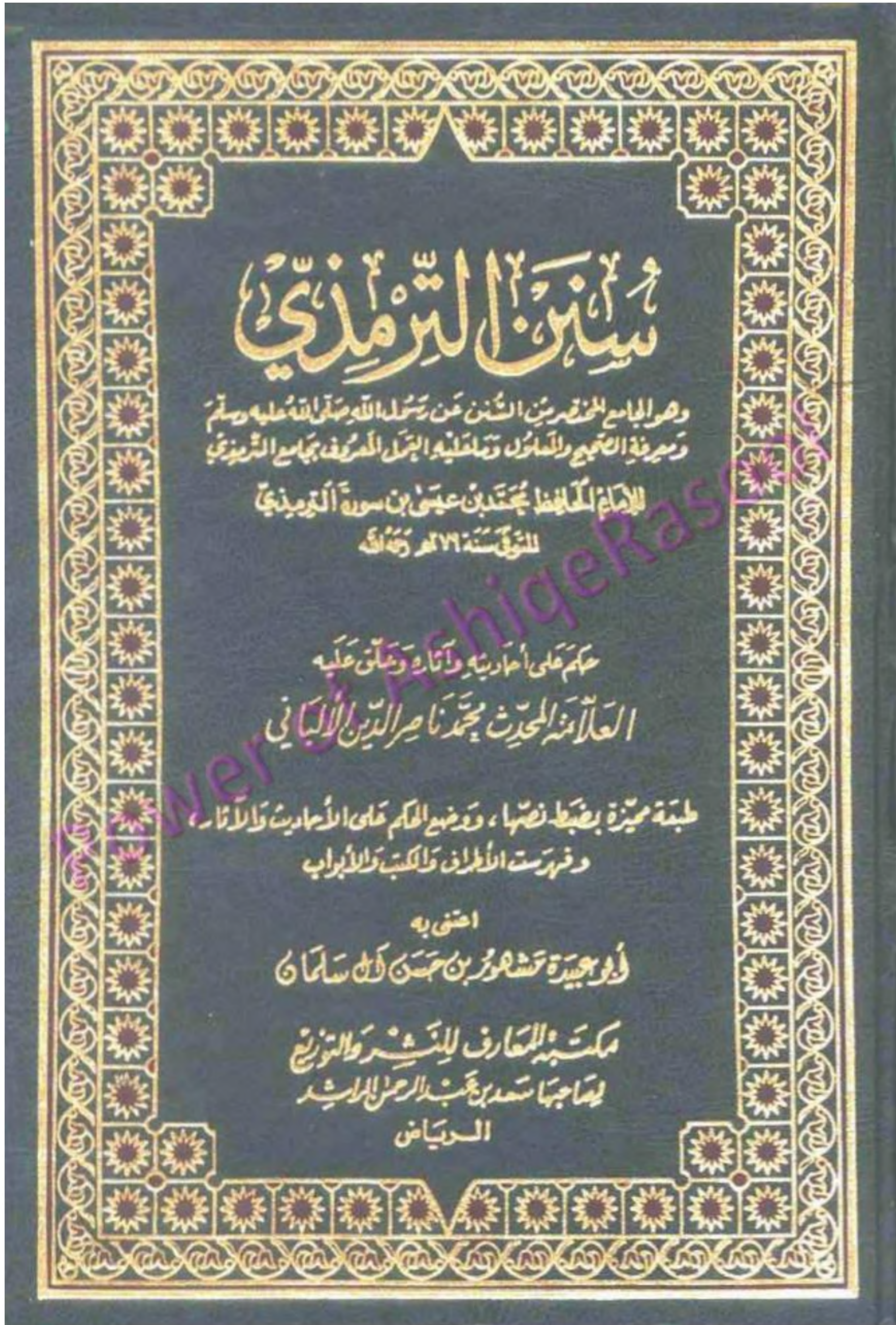
٣٧٤٥ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا محمودُ بن غَيْلانَ، قَال: حَدَّثَنَا أبو دَاودَ الْحَفَرِيُّ وأبو نُعَيم، عن سُفيانَ، عن محمدِ بن المُنْكَدرِ، عن جَابرٍ ـ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ـ، قال: سَمِعتُ رَسولَ اللّهِ ﷺ يقولُ: «إنَّ لِكُلِّ نَبيٍّ حَوارياً، وَإنَّ حَوارِيَّي الزُّبَيْرُ بن الْعَوَّام». وَزَادَ أبو نُعيمٍ فيهِ: يَوْمَ الأَحْزَابِ. قال: «من يَأتِينا بِخَبرِ الْقَوْمِ» قال الزُّبَيْرِ أنا، قَالها ثَلاثاً. قال الزُّبَيْرُ أنا. هذا حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ. [انظر ما قبله].

٣٧٤٦ ـ (صحيح الإسناد) حَدَّثَنَا قُتيبةُ، قَال: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بن زَيْدٍ، عن صَخْرِ ابن جُوَيْرِيةَ، عن هِشامِ بن عُرْوةَ، قال: أوْصَى الزُّبَيْرُ إلى ابْنِهِ عَبداللّهِ صَبِيحةَ الْجَملِ، فقال: مَا مِنِّي عُضْوٌ إلاّ وقد جُرِحَ مَعَ رَسولِ اللّهِ ﷺ حتَّى انْتهَى ذلِكَ إلى فَرْجِهِ. هذا حديثٌ حَسَنٌ غريبٌ من حديثِ حَمَّادِ بن زَيْدٍ.

(٢٦) باب مناقب عبدالرحمن بن عوف الزُّهريّ رضى اللّه عنه

٣٧٤٧ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا قُتيبةُ، قَال: حَدَّثَنَا عَبدالعزيزِ بن محمدٍ، عن عَبدالرحمنِ بن حُمَيْدٍ، عن أبيهِ، عن عَبدالرحمنِ بن عَوْفٍ، قال: قال رَسولُ اللّهِ ﷺ: «أبو بَكْرٍ في الْجنَّةِ، وَعُمرُ في الْجنَّةِ، وَعُثمانُ في الْجَنَّةِ، وَعَليٌّ في الْجنَّةِ، وَطَلْحةُ في الْجنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ في الْجنَّةِ، وَعَبدالرحمن بن عَوْفٍ في الْجنَّةِ، وَسَعْدٌ في الْجنَّةِ، وَسَعيدٌ في الْجنَّةِ، وأبو عُبَيْدةَ بن الْجرَّاحِ في الْجنَّةِ». [«المشكاة» (٦١١٠، ٦١١١)، «تخريج الطحاوية» (٧٢٨)].

٣٧٤٧ (م) ـ أخْبرنا أبو مُصْعبٍ قِراءةً، عن عَبدالعزِيزِ بن محمدٍ، عن عَبدالرحمنِ بن حُمَيْدٍ، عن أبيهِ، عن النبيِّ ﷺ نَحوهُ، ولم يَذْكُرْ فيهِ عن عَبدالرحمنِ بن عَوْفٍ. وقد رُوِيَ هذا الحديثُ عن عَبدالرحمنِ بن حُمَيْدٍ، عن أبيهِ، عن سَعيدِ بن زَيْدٍ، عن النبيِّ ﷺ نَحو هذا، وهذا أصَحُّ من الحديثِ الأوَّلِ.

٣٧٤٨ ـ (صحيح) حَدَّثَنَا صَالحُ بن مِسْمارِ المَرْوزيُّ، قَال: حَدَّثَنَا ابن أبي فُدَيْكٍ، عن موسى بن يَعْقُوبَ، عن عُمرَ بن سَعيدٍ، عن عَبدالرحمنِ بن حُمَيْدٍ، عن أبيهِ، أنَّ سَعيدَ بن زَيْدٍ حَدَّثَهُ في نَفرٍ، أنَّ رَسولَ اللّهِ ﷺ قال: «عشرةٌ في الْجنَّةِ: أبو بَكْرٍ في الْجنَّةِ، وَعُمرُ فى الْجنَّةِ، وَعُثمانُ، وَعَليٌّ، وَالزُّبَيْرُ، وَطَلْحةُ، وَعَبدالرحمنِ، وَأبو عُبَيْدةَ، وَسَعْدُ بن أبي وَقَّاصٍ». قال: فَعدَّ هؤُلاءِ التِّسْعةَ وَسَكتَ عن الْعَاشِرِ، فقال الْقَوْمُ: نَنْشُدُكَ اللّه يَا أبا الأَعْوَرِ من الْعَاشرُ؟ قال: نَشدْتُمُوني بِاللّهِ، أبو الأعْوَرِ في الْجنَّةِ. أبو الأعْوَرِ هو: سَعيدُ بن زَيْدِ بن عَمْرِو بن نُفَيْلٍ. وَسَمِعتُ محمداً يَقولُ: هو أصَحُّ من الحديثِ الأوَّلِ. [«ابن ماجه» (١٣٣)].

٣٧٤٩ ـ (حسن) حَدَّثَنَا قُتيبةُ، قَال: حَدَّثَنَا بَكْرُ بن مُضَرَ، عن صَخْرِ بن عَبداللّهِ، عن أبي سَلمةَ، عن عَائشةَ، أنَّ رَسولَ اللّهِ ﷺ كَانَ يَقولُ: «إنَّ أمْرَكُنَّ لَمِمَّا يُهِمُّني بَعْدي، ولَنْ يَصْبرَ عَلَيْكُنَّ إلاّ الصَّابرُونَ». قال: ثُمَّ تَقولُ عَائشةُ: فَسقَى اللّهُ أباكَ من سَلْسَبيلِ الْجنَّةِ، تُرِيدُ عَبدالرحمنِ بن عَوْفٍ، وقد كَانَ وَصلَ أزْواجَ النبيِّ ﷺ بِمالٍ، يقالُ: بيعت بِأرْبَعينَ ألْفاً. هذا حديثٌ حَسَنٌ غريبٌ. [«المشكاة» (٦١٢١، ٦١٢٢)].

٣٧٥٠ ـ (حسن الإسناد صحيح بما قبله) حَدَّثَنَا أحمدُ بن عُثمانَ الْبَصْرِيُّ وَإسحاقُ بن إبراهيم بن حَبيبٍ الْبَصْرِيُّ، قَالا: حَدَّثَنَا قُرِيشُ بن أنَسٍ، عن محمدِ بن عَمْرو، عن أبي سَلمةَ، أنَّ عَبدالرحمنِ بن عَوْفٍ أوْصَى بِحديقةٍ لأُمَّهاتِ المُؤْمِنينَ بِيعت بِأرْبعِ مِئَةِ ألْفٍ. هذا حديثٌ حَسَنٌ غريبٌ.

٨٤٨

التمهيد والبيان في مقتل الشهيد عثمان

تأليف

أبي عبد الله محمد بن يحيى بن محمد بن يحيى بن أحمد بن محمد
ابن بكر الأشعري المالقي الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤١ هـ

راجعه

الدكتور فتحي عبد الرحمن حجازي
الأستاذ بجامعة الإمام والأزهر

تحقيق وتعليق

أحمد فريد المزيدي   أحمد فتحي حجازي

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

وقد روى علي بن أبي طالب وعبد الرحمٰن بن عوف وجماعة من الصحابة (رض) في غير حديث: إن عثمان (رض) من أهل الجنة على رغم أنف كلّ منافق ذليل مهين في الدنيا والآخرة[١].

٨٧ ـ فصـل:

وقد اتخذت الرافضةُ اليومَ الذي قُتل فيه عثمان (رض) عيدًا وقالوا: هو يوم عيد الغدير الذي آخى النبيُّ ﷺ فيه بين الصحابة، وآخى بين نفسه وبين علي (رض)، وقالوا: هو اليوم الذي نزل فيه قوله تعالى: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًاۚ﴾ [المائدة: الآية ٣] وقالوا: النفقة فيه مخلوفة.

قلت: وليس الأمر كما زعموا، فإن اليوم الذي آخى النبيّ عليه الصلاة والسلام فيه بين الصحابة كان حين قدم المدينةَ مُهاجرًا في صدر الإسلام، فآخى بين المهاجرين والأنصار ليؤلّفَ بينهم، فيرتفقوا ويتحابّوا. وأما يوم الغدير فإنه كان فيما زعموا في حجة الوداع قبل موته في ذي القعدة سنة عشر من الهجرة.

فروى أحمد بإسناده أن عليًا (رض) قال في الرَّحبة وهو ينشد الناس: من شهد رسول الله ﷺ يوم غدير خُمّ، وهو يقول: مَن كنت مولاه فعليٌّ مولاه، فشهد له رجال. المعنى: من كنت ناصرَه فعليٌّ ناصرُه، فلفظةُ المولى ترد على وجوه[٢].

وقيل: كان سببُ ذلك أن أسامةَ بنَ زيد قال لعليٍّ رضي الله عنهما: لستَ مولاي، إنما مولاي رسول الله ﷺ، فقال عليه الصلاة والسلام: من كنتُ مولاه فعليٌّ مولاه. وأما اليوم الذي نزل فيه قوله تعالى: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾ فهو يوم عرفة.

فروى الإمامُ أحمد في مسنده بإسناده قال: جاء رجلٌ من اليهود إلى عمر (رض) فقال: يا أميرَ المؤمنين إنكم تقرأون آيةً في كتابكم لو علينا معشر اليهود نَزلَتْ لاتخذنا ذلك اليوم عيدًا، قال: وأيُّ آية؟ قال: قوله: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾ قال، فقال عمر (رض): والله إني لأعلمُ اليومَ الذي نزلَتْ فيه على رسول الله ﷺ،

(١) لم نقف عليه.
(٢) رواه أحمد في المسند (١/ ٨٤)، وفي الفضائل عن زاذان بن عمر. قال الهيثمي في المجمع (٩/ ١٠٧): رجاله ثقات.

ذيول
العبر
في خبر من غبر
لمؤرخ الإسلام الحافظ الذهبي
٧٤٨هـ - ١٣٤٧م
حققه وضبطه على مخطوطتين
ابو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول
الجزء الرابع
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان
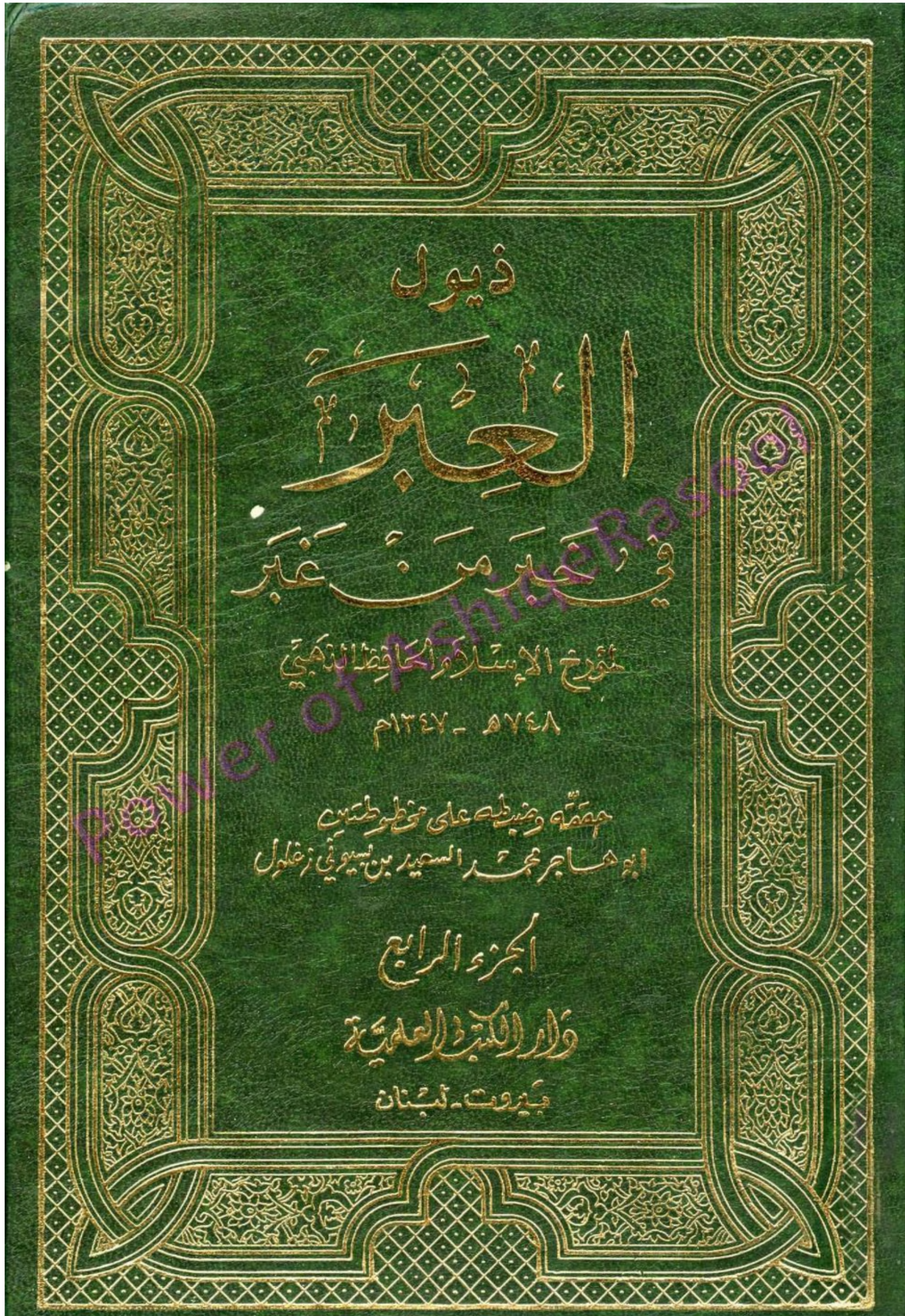
وفيها يوم ثامن عشر ذي الحجة، عَمَلت الرّافضة عيد الغَدِير، غدير خُمّ، ودقت الكوسات وصلّوا بالصحراء صلاة العيد.

★ وفيها، أو في التي قبلها، الوزير المُهَلّبي[1]، أبو محمّد الحسن بن محمد الأزْدي، من ذُريّة المُهلّب بن أبي صُفْرة، وزير مُعز الدولة بن بُوَيْه، كان من رجال الدهر، حزماً وعزماً وسُؤدُداً، وعقلاً وشهامةً ورأياً، تُوفي في شعبان، وقد نيّف على الستين، وكان فاضلا شاعراً فصيحاً حليماً جواداً، صادَر مُعز الدولة أولاده [من بعده][2] ثم استوْزر أبا الفضل العباس بن الحسن الشيرازي.

★ وفيها أبو القاسم خالد بن سَعْد[3] الحافظ، أحد أركان الحديث بالأندلس، سمع بعد سنة ثلاثمئة، من جماعة، وصنّف التصانيف، وكان عجباً في معرفة الرجال والعِلَل، وقيل: كان يَحفظ الشيء من مرّة. ووَرَد أن المستنصر بالله الحكم قال: إذا فاخرَنا أهل المشرق، بيحيي بن معين فاخَرْناهم بخالد بن سعد.

★ وفيها أبو بكر الإسكافي، محمد بن محمد بن أحمد بن مالك، ببغداد، في ذي القعدة، رَوى عن موسى بن سهل الوشّاء وجماعة، وله جزء مشهور [وفيها علي بن أحمد بن أبي قيس البغدادي الرقا أبو الحسن][4] روى عن زوج أمّه، أبي بكر بن أبي الدّنيا، وهو ضعيف جداً.

سنة ثلاث وخمسين وثلاثمئة

٣٥٣ ـ فيها نازَل الدُمُسْتُق المَصِّيصَة وحاصرها وغلَت الأسعار بها، ثم

(١) البداية والنهاية ١١/٢٤١.
(٢) سقط من المطبوعة وأثبتناه من «ح».
(٣) سير أعلام النبلاء ١٦/١٨، جذوة المقتبس ٢٠٥، بغية الملتمس ٢٨١، دول الاسلام ١/٢١٩، شذرات الذهب ٣/١١، تذكرة الحفاظ ٣/٩١٩.
(٤) سقط من المطبوعة وأثبتناه من «ح».

٩٠